تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر 219-220

جلیل قدر فقیہ شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ کی کتاب "التیسیر فی اصول التفسیر" سے اقتباس

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (219) فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ.

"لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، اور دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے احکامات تمہارے لیے صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر سے کام لو۔ دُنیا کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی۔ اور لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان کے لیے بھلائی چاہنا نیک کام ہے، اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو (کچھ حرج نہیں کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون معاملات بگاڑنے والا ہے اور کون سنوارنے والا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشکل میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل ہے"

اس عظیم سورت میں رسول اللہ ﷺ پر مسلسل آیات نازل ہوتی رہیں، جو عقیدہ اور احکام شرعیہ کے اعتبار سے ایک پختہ اسلامی شخصیت، یعنی اسلامی عقلیت اور اسلامی نفسیت، کی تعمیر کے لیے متعدد مسائل کے حوالے سے شرعی احکامات بیان کرتی ہیں، جس کی بنا پر مسلمان سچے ایمان والا بنے اور اسلامی احکامات پر مضبوطی کے ساتھ کاربند رہ سکے، یعنی ان کا پابند رہ کر زندگی گزارے۔

1- کچھ مسلمانوں نے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھا، تو اللہ سبحانہ نے اس کا جواب دیا، **فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ** "ان میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں"۔ یہ نہیں کہا کہ (هما اثم) یہ دونوں گناہ ہیں، اس لیے مسلمانوں نے اس آیت کریمہ سے شراب اور جوئے کا حرام نہ ہونا سمجھا، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی سمجھا کہ یہ کام نہ کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ: (**اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا**) "ان کا گناہ ان کے فائدے سے بڑا ہے"۔

جہاں تک فائدے کی بات ہے تو یہ اس لیے کہ شراب کی تجارت اور اس پر حاصل ہونے والے منافع اس کا فائدہ اور نتیجہ تھا، اور قمار میں نفع وہ مال تھا جو ان کو قمار بازی سے منتقل ہو جاتا تھا، جس میں کوئی محنت و مشقت نہیں کرنی پڑتی، پھر یہ بھی نفع تھا کہ وہ فقیر اور مسکین لوگوں کو بھی اسی مال میں سے دیتے تھے۔

ان دونوں کاموں میں گناہ اس طرح تھا کہ شراب نوشی کے بعد شراب پینے والا نامناسب اور برے کاموں میں پڑتا اور نازیبا حرکات کرتا تھا۔ جوئے والا باطل طریقے سے مال کھاتا تھا، اور اگر خسارہ اُٹھاتا تو جوئے کے نتیجے کے طور پر اسے اپنا مال بیچنا پڑتا، پھر اس سے جو دشمنیاں اور بغض پیدا ہوتا ہے، وہ گناہ اس پر مستزاد ہے۔

الواحدی کہتا ہے: یہ آیت عمر بن الخطاب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما اور انصار کے کچھ اور لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آکر پوچھا: "ہمیں شراب اور قمار کے بارے میں فتویٰ دیں، کیونکہ یہ دونوں عقل کو زائل کر دیتے ہیں اور مال چھین لے جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل کی"۔ (تفسیر البیضاوی ج/1 ص 235)

اور خمر عربی لفظ ہے یہ خَمَرَ سے ماخوذ ہے، یہ تب بولتے ہیں جب کوئی کسی چیز کو ڈھانپ لے یا چھپائے، اسی سے خمار المراۃ ہے، یعنی عورت کا دوپٹہ، کوئی بھی چیز جب دوسری چیز کو ڈھانپ لے تو عربی لغت میں اس کو خمر کہتے ہیں، اسی سے ((خَمِّروا آنیَتَکُم)) ہے جو حدیث میں آیا ہے، یعنی "اپنے برتنوں کو ڈھانک لیا کرو"۔ تو شراب کو خمر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے، یعنی اس پر پردہ ڈال دیتی ہے اور عقل کی صلاحیت کو مسدود کر دیتی ہے۔

اور میسِر (قمار) مصدر میمی ہے، یہ یُسر سے نکلا ہے جیسے مَوعِد وَعَدَ سے نکلا ہے، کہتے ہیں: یسرته اذا اقمرته، میں نے اس کے ساتھ یسر کیا، یہ تب بولتے ہیں جب جوا کھیلے، اس کی اصل یسر سے ہے، اور یسر آسانی کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں کسی کا مال بآسانی لے لیا جاتا ہے، جس میں بہت زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑتی ہے۔

2- اور خمر ہر نشہ آور کا نام ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كلُّ مسكرٍ خمرٌ)) (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد) "ہر نشہ آور شے خمر ہے"۔ یعنی شراب ہے۔ اور شراب حرام ہے، خواہ انہی چیزوں سے بنائی جائے جن سے عرب اس زمانے میں شراب بناتے تھے، (انگور، کھجور، گندم، جَو اور جوار) جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے، یا کسی بھی دوسری نوعیت کے اجزا سے تیار کی جائے، بشرطیکہ گزشتہ حدیث کے مطابق مشروب کی حقیقت میں شراب کی حقیقت پایا جائے یعنی نشہ آور ہونا۔

یہی وجہ ہے کہ جدید نشہ آور تمام مشروبات جن میں الکحل ڈالا جاتا ہے، ان سب کو خمر یعنی شراب سمجھا جائے گا اور ان پر شراب کے احکامات ہی لاگو ہوں گے۔

شراب اس آیت **(يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا)** "لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ بھی ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں، اور دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے"، کی وجہ سے حرام نہیں ہوئی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، بلکہ سورۃ مائدہ کی اِن آیات کی بنا پر حرام ٹھہری یعنی **(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ)**. (المائدۃ/آیۃ90-91) "شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوئے کے تیر، یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو، شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بُغض کے بیج ڈال دے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے؟"

یہ حتمی نہی کی قوی ترین قسم ہے:

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ . "شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوئے کے تیر، یہ سب ناپاک ہیں۔

مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ "شیطانی کام ہیں"
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. "لہٰذا ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ"
اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ "شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے"
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. اور تمہیں اللہ کی یاد
[وَعَنِ الصَّلٰوةِ] اور نماز سے روک دے۔"
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ "اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آجاؤ گے ؟"

آیت کریمہ کے ان اجزا میں سے ہر ایک جزء حرام کر دینے کے لیے کافی ہے، اسی وجہ سے صحابہ پکار اُٹھے تھے: انتهينا يا رب! "پروردگار! ہم رُک گئے"۔ انہوں نے شراب چھوڑی بھی تو عجیب طریقے سے، کیونکہ ایک آدمی جو سالوں سے شراب نوشی کا عادی تھا، مگر سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہونے پر شراب حرام ہونے کی خبر پہنچتے ہی، اُس نے فوراً بلا تاخیر یکسر اسے ترک کر دیا، حتیٰ کہ اس وقت جو گھونٹ لیا تھا، وہ بھی پھینک دیا، یہ نہ کہا کہ: اس کو پی کر بعد میں اجتناب کرنے لگوں گا۔

اور شراب سے متعلق دس اُمور حرام ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((فقد لعن رسول الله صلى الله عليه و سلم الخمرة ولعن معها عشرة: بائعها ومبتاعها والمشتراة له وعاصرها والمعصورة له وساقيها وشاربها وحاملها والمحمولة له وآكل ثمنها))** "رسول اللہ ﷺ نے شراب پر لعنت کی، اور اس کے ساتھ دس چیزوں پر لعنت کی: اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، جس کے لیے خریدی جائے، اس کو نچوڑنے والے پر، جس کے لیے نچوڑی جائے، اس کے پلانے والے پر، اس کے پینے والے پر، اور اس کو لے جانے والے پر، جس کے پاس لے جایا جائے، اور اس کی قیمت کھانے والے پر" (ابو داؤد، ترمذی)۔

اور شراب پینے والے کی سزا چالیس یا اسی کوڑے کی حد ہے، چالیس یا اسی کے علاوہ کوئی دوسری سزا جائز نہیں، چنانچہ پچاس یا ساٹھ جائز نہیں "، اس کی بنیاد یہ حدیث ہے، **("لما صح عن رسول الله ﷺ أنه حدّ شارب الخمر أربعين وثمانين")** "کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ صحیح حدیث ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے شراب پینے والے کو چالیس یا اسی کوڑے کی حد لگائی"۔ (ابو داود)

جہاں تک اس کو بیچنے والے کی سزا کا تعلق ہے یا باقی دس کے حوالے سے، تو ان کی سزا تعزیری ہے، کیونکہ اسلام میں ہر حرام عمل پر اسلامی ریاستِ خلافت کی طرف سے سزا دی جاتی ہے، یہ حد کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے، یا جنایات، تعزیر یا مخالفات کی صورت میں بھی۔ جیسا کہ ہماری کتاب نظام العقوبات فی الاسلام میں سزاؤں کے باب میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

3- اور قمار جوئے کی ہر قسم کو کہتے ہیں، خواہ وہی ہو جو حرام کیے جانے کے زمانے میں عرب استعمال کرتے تھے یا بعد میں رائج ہونے والی اس کی کوئی بھی شکل ہو، بشر طیکہ اس کی حقیقت وہی ہو جو حرام شدہ قمار کی ہے۔

اونٹوں کو ذبح کر کے ان پر جوا کھیلنا عربوں کے ہاں رائج قمار ہی میں سے تھا، جن کو وہ خریدتے اور ان کی قیمت لگا کر متعین کر لیتے، پھر اپنے میں سے ہر ایک آدمی کے نام سے ایک ایک تیر متعین کر دیتے تھے، اس کے ساتھ ہر تیر کی مخصوص نشانیاں مقرر کی جاتی تھیں، جن سے نامز د آدمی کا اونٹ میں سے حصہ معلوم کیا جاتا تھا، یعنی اس تیر کا اونٹ میں سے ایک حصہ ہے، اس کے دو حصے ہیں، بعض تیر ایسے ہوتے

تھے جن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، پھر ان تیروں کو کپڑے کے ایک تھیلے یعنی ترکش میں رکھ دیتے تھے، پھر ایک آدمی کو چن کر طے کرتے کہ وہ تھیلے میں ہاتھ اندر ڈالے اور اس میں موجود تیروں کو دو یا تین مرتبہ ہلا کر اُلٹ پلٹ کر کے ایک ایک کر کے تیر نکالے۔

پس اگر کسی آدمی کا تیر نکل آتا تو اس پر لگی نشانی دیکھی جاتی تھی، اگر اس پر ایک حصہ لکھا ہوتا تو وہ اونٹ کے گوشت میں سے ایک حصہ لے لیتا اور اگر اس پر دو حصے ہوتے تو دو لیتا تھا، اور یہ حصے تب ملتے جب اونٹوں کو حصوں کے حساب سے تقسیم کر دیتے، اور جس کا حصہ خالی نکل آتا اسے کچھ بھی نہ ملتا، تاہم اس کو ذبح شدہ اونٹ کی قیمت دینی پڑتی۔

وہ فقیروں اور ناداروں کو بھی گوشت کا کچھ حصہ دیتے تھے، یوں ان کے جوا کھیلنے سے فقراء بھی فائدہ اُٹھاتے تھے، جبکہ خالی حصے والے ذبح ہونے والے اونٹوں کی قیمت دیتے۔

یہ وہ جوا تھا جو ان کے ہاں اس زمانے میں رائج الوقت تھا، تاہم اس میں جوئے بازی کی ہر قسم شامل ہے جس کی شکل کوئی بھی ہو اور جس کے لیے کوئی بھی ذریعہ اپنایا جائے، تو جو کوئی ایسا کھیل کھیلے جس میں ہارنے والے آدمی کو متعین مقدار اپنی طرف سے دینا پڑتی ہے، تو اس کا یہ عمل قمار سمجھا جائے گا، اور مخصوص نمبروں والے کاغذ سمیٹنے میں شرکت کرنا، یعنی لاٹری میں شرکت کرنا کہ اگر اس کا متعین کردہ نمبر نکل آتا ہے تو وہ انعام لے لیتا ہے، جس کا نمبر نہ نکلے تو دی ہوئی رقم چلی جاتی ہے، اور اس کو کچھ بھی نہیں ملتا ہے، تو یہ سب قمار بازی کے زمرے میں آتا ہے، خواہ لاٹری کے چوتھائی حصے میں سے فقراء کو کچھ دیا جائے یا بعض خیراتی اداروں کو کچھ دیا جائے، جنہیں آج کل خیراتی لاٹری کہا جاتا ہے، تو یہ بھی قمار ہے، بشرطیکہ نمبروں کے ذریعے شرکت کی جائے۔ یعنی جس کا نمبر نکلے، وہ لے لیتا ہے، جس کا نہ نکلے، وہ دی ہوئی رقم گنوا دیتا ہے اور اسے کچھ بھی نہیں ملتا۔

یہ سب قمار میں داخل ہے، کیونکہ قمار کی جو حقیقت جاہلیت کے دور سے ان کے ہاں پائی جاتی تھی، وہ ان سب کو شامل ہے۔ یعنی جس کا تیر نکل آتا وہ اپنا حصہ حاصل کر لیتا۔ اس طرح وہ فقراء کو اس گوشت میں سے، جو اُن کے حصے آتا تھا، دے کر فائدہ پہنچاتے تھے۔ پس ان کی حقیقت ایک ہے، حصوں پر کی جانے والی ہر جوئے بازی اس میں داخل ہے۔

جوئے کی حقیقت قرعہ اندازی سے مختلف ہے، جس کا ذکر حدیث میں موجود ہے: **(كان رسول الله ﷺ إذا خرج أقرع بين نسائه)** "رسول اللہ ﷺ جب سفر پر نکلتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے" (مسلم، احمد، ابنِ حبان)۔ **(اعتق رجل من الأنصار ستة أعبد عند موته لم يكن له مال غيرهم فبلغ ذلك النبي ثم دعا بهم فجزأهم ثم أقرع بينهم فأعتق اثنين وأرق أربعة)** "ایک انصاری صحابی نے اپنی وفات کے وقت چھ غلام آزاد کر دیے، ان غلاموں کے علاوہ اس کا کوئی اور مال نہیں تھا، نبی ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو ان غلاموں کو بلایا، اور ان کے حصے بنائے پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا، جس کے نتیجے میں دو کو آزاد کر دیا اور باقی چاروں کو (وراثت کے لیے) غلام رہنے دیا"۔

تو مذکورہ قرعہ اندازی قرعہ ڈالنے والوں کے حصوں کی تعین کی لیے تھی، کیونکہ اس صورت میں ہر ایک کا حصہ دوسرے کی طرح تھا، اس قرعہ اندازی کا مقصد ہر ایک کا حصہ متعین کرنا ہوتا تھا، اور اسی پر قرعہ اندازی کرتے تھے، تو وہ پہلے سے ان حصوں کے مالک ہوتے تھے، جوئے کی وجہ سے مالک نہیں بنتے تھے، اس لیے قرعہ اندازی کی حقیقت جوئے سے مختلف ہے، یہ طیب اور حلال ہے اور قمار خبیث اور حرام ہے، جیسا کہ ہم اس کو بیان کریں گے، ان شاءاللہ۔

ہر قسم کا جوا حرام ہے، یہ حرمت اس آیت کی وجہ سے نہیں کیونکہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا کہ جوئے کے کاروبار میں اس کے نفع سے گناہ زیادہ ہے، جوئے کی حرمت سورہ مائدہ کی اسی آیت کی ذریعے ہوئی جو ہم نے اس سے قبل ذکر کی ہے۔ یعنی **اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ** "بلاشبہ شراب، جوا، (اللہ کے علاوہ) بت (کیلئے قربانی) اور تیر ناپاک ہیں۔"

اور ہم نے یہ ذکر کیا کہ اس کی حرمت کتنی شدید ہے، ایک تو اس آیت کے الفاظ کی دلالت کی بناپر، دوسرا جوے بازی پر سزا (تعزیر) کی وجہ سے، تعزیر اسلام میں ایسی سزا کو کہتے ہیں جس کا اندازہ قاضی لگاتا ہے، لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ جوئے باز کو اس سزا سے سبق حاصل ہو، لہذا سزا اتنی مقدار میں ہونی چاہیے کہ جوا کھیلنے والے کی سزا کے لیے کافی ہو، بلکہ دیگر جوئے بازوں کے لیے، جنہیں اس سزا کی اطلاع ہو، بھی تنبیہ کا باعث ہو، اس لیے یہ سخت ہونی چاہیے اور جرم کے مناسب مقدار میں ہونی چاہیے تاکہ عبرت بنے۔

موضوع کے آخر میں میں کہتا ہوں:

جو لوگ خیراتی لاٹری کو جو آج کل رائج اور عام ہے، حرام جوئے سے نکالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اس دلیل کی بناپر کہ اس سے حاصل شدہ منافع سے بعض غریب لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے، یہ گمراہی میں پڑے ہیں اور ان کی دلیل کمزور ہے، ان کا یہ قول یکسر باطل اور لغو ہے، کیونکہ جوئے کی حقیقت جو حرمت کے نزول کے وقت رائج تھا، اس میں بھی غریب لوگوں کو نفع پہنچایا جاتا تھا، کہ مخصوص حصے کے تیروں والے جوئے باز جو گوشت کمالیتے، اس کو فقراء پر تقسیم کرتے تھے، حتی کہ جاہلیت میں وہ اس گوشت کو کھاتے ہی نہیں تھے بلکہ سارا گوشت فقراء کو دیدیتے تھے، اور اس پر فخر کرتے تھے، اور ایسا نہ کرنے والوں کی مذمت کیا کرتے تھے، اس کے باوجود اسی جوئے کی حرمت اتری۔

یہی وجہ ہے کہ خیراتی لاٹری جوئے کی حرمت میں داخل ہے، اور اس کی کچھ مقدار سے فقراء کو نفع رسانی، اس کو اس حرمت سے نہیں نکالتی، کیونکہ حرام شدہ قمار کی حقیقت اس پر لاگو ہوتی ہے۔

4- پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور مسئلہ بیان فرمایا، گزشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تھا کہ **يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ**

5- **وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ** "اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے کہ "جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہونا چاہیے۔ اور تم بھلائی کا جو کام بھی کرو، اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے"۔ لہذا خرچ کرنے کے معاملے میں والدین، قریبی رشتہ دار، یتیم، مسکین اور مسافر کی ترجیح ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کی طرف خرچ کرنے کی رغبت ہے۔

لیکن یہ آیتِ کریمہ ایک اور موضوع کو بیان کرتی ہے، یہ گزشتہ آیت میں پوچھے گئے سوال کے علاوہ ایک اور سوال کا جواب ہے۔ اور یہ سوال خرچ کی مقدار سے متعلق تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان فرمایا کہ: (**الْعَفْوَ**) "زائد"۔ یہ وہ مال ہے جو روزمرہ کے اخراجات سے زائد ہو یعنی بچت کا مال۔

ابنِ اسحاق نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ہوا تو انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ہم نہیں جانتے کہ ہمیں اپنے اموال میں سے جو کچھ خرچ کرنے کا کہا گیا ہے، وہ کتنا ہے؟ جبکہ اس سے پہلے کوئی اپنی ساری پونجی صدقہ کر دیتا تھا، یہاں تک کہ اپنے اہل وعیال کے لیے بھی کچھ نہ چھوڑتا اور گھر والے بھوکے رہ جاتے، اس کے پاس دوبارہ صدقہ کرنے یا کھانے کے لیے کچھ نہ بچتا، بلکہ لوگ اس کو صدقہ دینے لگتے۔

تو اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا کہ صدقہ بچت کے مال میں سے دینا چاہیے یعنی روزمرہ کے خرچ سے فالتو مال میں۔

رسول اللہ ﷺ سے اسی مضمون اور مطلب کی احادیث آئی ہیں، مثلاً شیخین، ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے ،وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادہ نقل فرماتے ہیں: **(خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدأ بمن تعولِ)** "بہترین صدقہ وہ ہے جو مالداری کے بل بوتے پر دیا جائے، اور پہلے اپنے اہل وعیال پر صدقہ کرو" (بخاری، مسلم، ابوداؤد، النسائی)۔ یعنی مالدار کے صدقے کا مال کے مضبوط سہارے پر اعتماد ہوتا ہے، چنانچہ وہ صدقہ بھی کرتا ہے اور اپنے اہل وعیال کے لیے مال بھی چھوڑتا ہے۔

6- پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس سورت میں متعدد شرعی احکامات کے ضمن میں ایک اور مسئلہ بیان فرماتے ہیں وہ مسئلہ یتیموں کے بارے میں ایک سوال کا جواب ہے، ہوا یوں کہ جب قرآن کریم نے یتیموں کا مال کھانے پر سخت وعید سنائی جیسا کہ سورۃ الانعام میں ہے: **وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ** (الأنعام/آية:152)" اور یتیم جب تک پختگی کی عمر کو نہ پہنچ جائے، اُس وقت تک اُس کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو (اُس کے حق میں) بہترین ہو"۔ اسی طرح سورہ النساء کی آیت **اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا** (النساء/10) "یقین رکھو کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، اور انہیں جلد ہی ایک دہکتی آگ میں داخل ہونا ہوگا"۔ تو بعض صحابہؓ جن کی سرپرستی میں کچھ یتیم بچے تھے جن کی وہ کفالت کرتے تھے، اتنی احتیاط کرنے لگے کہ اچھی سرپرستی نہ ہونے کی صورت میں اللہ اور اس کے عذاب کا خوف دامن گیر ہوا، اسی خوف کی وجہ سے یتیموں کے مالوں کو ہاتھ لگانے سے اجتناب کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا کھانا پینا یتیموں کے کھانے پینے سے الگ کرنے لگے، حتیٰ کہ بسا اوقات یتیموں کا بچا ہوا کھانا سڑ جاتا تھا، سرپرست گناہ سے بچنے کی خاطر اس کو نہ کھاتے، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو مذکورہ آیت نازل ہوئی، جیسا کہ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس آیت میں اللہ سبحانہ نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے ہیں:

ا- بلاشبہ ہر وہ کام جس میں یتیموں کے اموال کی اصلاح، اضافہ اور حفاظت ہو، سرپرست وہ سب کام کر سکتا ہے، اور وہ اچھی طرح سے اور اخلاص کے ساتھ یہ کام کرتا ہے، تو اِس میں اُس کے لیے اجر ہوگا۔

ب- ان کے ساتھ اکٹھے رہنا ان کو الگ کر دینے سے افضل ہے، تو اگر تم ان کے ساتھ مل کر کھاتے پیتے ہو یا اکٹھا رہن سہن رکھتے ہو جس میں ان کے اموال کی اصلاح بھی ہو اور ان کی بہتری ہو تو یہ بات ان کو الگ رکھنے سے زیادہ بہتر اور عمدہ ہے، یہ افضلیت اس آیت سے معلوم ہوتی ہے **وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ**" اور اگر تم ان کے ساتھ مل جل کر رہو تو (کچھ حرج نہیں کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہی تو ہیں"۔

یہاں **(فَاِخْوَانُكُمْ)** "وہ تمہارے بھائی ہیں"، ذکر کیا گیا، اس میں یتیموں کے ساتھ مل جل کر رہنے اور ان کے ساتھ معاملہ کرنے کی ترغیب اور حوصلہ افزائی ہے، گویا یہ بھی اپنے خاندان ہی کے افراد ہیں، اور یہ ترغیب اس لیے دی گئی تاکہ ان پر خوب توجہ دی جائے اور زیادہ اہتمام کیا جائے۔

ج- پھر اللہ سبحانہ نے بیان کیا کہ وہ خوب جانتا ہے کہ کون انصاف اور اصلاح سے کام لے رہا ہے اور اسی غرض سے میل جول کر رہتا ہے اور کون فساد کی غرض سے۔ یعنی اکٹھا معاملہ اس لیے رکھنا چاہتا ہے کہ ان کے مالوں کی حفاظت ہو یا ان کے اموال

کھانے کے لیے اس اختلاط کو جواز بنانے کے ارادے دل میں لیے پھرتا ہے۔

د- پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آیت کے اختتام پر ان کو اپنی مہربانی یاد دلائی کہ ان کے لیے یتیموں کی کفالت میں آسانی کر دی اور ان کے لیے ان کے ساتھ میل جول کر کے اچھے طریقے سے رہنے کو جائز کر دیا، اور اس پر ان کے لیے بڑا اجر بھی تیار کیا ہے، اگر اللہ چاہتا تو ان پر تنگی کر دیتا، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(لَاَعْنَتَكُمْ)** "وہ تمھیں مشکل میں ڈال سکتا تھا"، یعنی یتیم کی کفالت میں، اور اگر یتیموں کا کچھ مال لے کر ان کے ساتھ اکٹھے رہتے، تو ان کو شدید سزا دیتا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے کاموں پر غالب ہے، اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی، وہ اپنے ہر ہر کام میں اور حکم میں حکمت بالغہ رکھتا ہے: **اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ** "یقیناً اللہ کا اقتدار بھی کامل ہے، حکمت بھی کامل ہے"۔